ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE: 2789-8784

ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com

ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.6,Issue No.2(2024)
(April to June)

ابنِ انشا کے سفر ناموں میں طنز و مزاح کے عناصر

Elements of humor in Ibn-e-Insha's Travelogues

مجاہد عباس

پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ اُردو، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، ڈیرہ اسمٰعیل خان

ڈاکٹر محمد اشرف کمال

شعبہ اُردو، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، ڈیرہ اسمٰعیل خان

Mujahid Abbas

Doctoral Candidate, Department of Urdu,Qurtuba Universityof Science and Technology, D G Khan

Dr. Muhammad Ashraf Kamal

Department of Urdu, Department of Urdu,Qurtuba Universityof Science and Technology, D G Khan

Abstract:

Ibn-e-Insha is one of the most important travelogue writers of Urdu literature. The prominent feature of his travelogues is his beautiful narrative style. He traveled to many countries around the world, and his travelogues contain detailed information about his journeys. He extensively used satire and humor in his travelogues. He depicted the circumstances of his travels in a humorous manner, which created interest in his travelogues. Ibn-e-Insha's travelogues hold a significant place among Urdu humorous travelogues. In his travelogues, he seems to compare Jabja with the way of life in his own country. Sometimes they see compatibility and sometimes opposition. In many places, they see the flaws and defects due to which they have fallen in their own country. They go on clarifying them without any strings attached.

Keywords: Ibn-e-Insha, travelogue writers, Urdu literature, significant, Urdu humorous, own country

ابنِ انشا کا شمار اُردو کے اہم ترین سفر نامہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے کل پانچ سفر نامے لکھے۔ اگرچہ اِن سفر ناموں کی ضخامت کافی کم ہے لیکن ان میں بہت زیادہ ملکوں کی سیاحت کا احوال درج کیا گیا ہے۔ وہ جس ملک میں بھی جاتے ہیں اُس کے بارے میں بھرپور معلومات فراہم کرتے ہیں۔ ان میں سیاسی، معاشی، معاشرتی، تعلیمی، انتظامی، ہر قسم کی معلومات شامل ہوتی ہیں۔ اِس طرح اُن کے سفر ناموں کو معلوماتی سفر نامے کہا جاسکتا ہے۔ اِن سفر ناموں میں انھوں نے اپنے اسلوبِ بیان کو بہت ہی سادہ رکھا ہے۔ چھوٹے چھوٹے جملوں کے سہارے وہ واقعاتِ سفر کو بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ اُن کے اسلوبِ کی سب سے بڑی خصوصیت اُن کی شگفتگی اور طنز و مزاح سے بھرپور اندازِ بیان ہے۔ وہ قاری کو ہنسنے ہنسانے کا کوئی موقع ضائع نہیں جانے دیتے۔ ہر بات سے مزاح کا پہلو نکالتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو اس مزاح کے اندر طنز کی چبھن موجود نظر آتی ہے۔ یہ طنز بے شک کسی خاص مقصد کے تحت نہیں ہے لیکن اس کے اندر خامیوں کی نشاندہی کا عنصر واضح طور پر نظر آتا ہے۔

ابنِ انشا کے سفر نامے یہ ہیں: "آوارہ گرد کی ڈائری"، "ابنِ بطوطہ کے تعاقب میں"، "چلتے ہو تو چین کو چلیے"، "دنیا گول ہے"، "نگری نگری پھرا مسافر"۔ "آوارہ گرد کی ڈائری" پہلی بار ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا۔ ابنِ انشا نے یونیسکو کی دعوت پر مختلف ممالک کا دورہ کیا۔ زیرِ سفر علاقوں میں فرانس، برطانیہ، جرمنی، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ، ویانا، مصر، لبنان اور شام شامل تھے۔ انھوں نے یہ سفر 6 ستمبر 1967 سے 5 دسمبر 1967 کے عرصے میں کیا۔ اس سفر نامے کا انداز واقعاتی ہے۔ مختلف واقعات سے وہ مزاح کا پہلو نکالتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انہوں نے ہر واقعے کو مکمل جزیات کے ساتھ پیش کیا ہے اور ہر تفصیل سے مزاح کشید کیا ہے۔ سفر نامے کا آغاز ہی اس انداز میں کرتے ہیں کہ جس کے اندر طنز و مزاح اور شگفتگی کے عناصر موجود نظر آتے ہیں۔

> "یہ پیرس کا ہوٹل مالار ہے۔ اس وقت جب کہ ہماری جہاں گردی پر شک کی نگاہ کرنے والے کراچی میں اپنے خوانوں پر ترلقمے اُڑا رہے ہوں گے، یہ آورہ گردِ کوئے بتاں آوارہ تر بادا پنیر کے بدمزہ اور سخت سینڈوچ کھا کر بیٹھا اور نمکِ سلیمانی پھانک رہا ہے۔"(۱)

اپنے سفر ناموں میں وہ جابجا اپنے ملک کے طرزِ زندگی سے موازنہ کرتے نظر آتے ہیں۔ انہیں کہیں موافقت نظر آتی ہے تو کہیں مخالفت۔ اکثر مقامات پر انہیں وہ خامیاں اور عیوب نظر آتے ہیں جن سے واسطہ انہیں اپنے دیس میں بھی پڑ چکا ہوتا ہے۔ وہ بغیر کسی لگی لپٹی کے اُن کو واضح کرتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن اس میں بھی وہ اپنے اندازِ بیان کی شگفتگی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ ہوٹل کی موافقت کو بیان کرنے کا انداز ملاحظہ فرمائیں:

> "یہاں ہمیں گھر کا سا آرام میسر ہے۔ اس کے غسل خانے میں ہمارے گھر کی طرح پانی کم کم آتا ہے۔ بلب کی روشنی خاص طور پر اس لیے دھیمی رکھی گئی ہے کہ کوئی راتوں کو پڑھ پڑھ کر اپنی آنکھیں خراب نہ کرلے۔ باتھ روم ایسی تنگنائے غزل ہے کہ ہم نے فوارہ کھول تو لیا لیکن بدن پر صابن نہ لگا سکے۔ کیونکہ قارئین میں سے جو صاحبان کبھی نہائے وہ جانتے ہیں کہ صابن لگانے کے لیے کہنیوں اور گھٹنوں کو حرکت دینی پڑتی ہے اور اس حمام باد گرد کی دیواریں اس قسم کی عیاشی اور خوش فعلی کی گنجائش نہیں رکھتیں۔"(۲)

سیاح جب دوسرے ممالک کا سفر کر رہے ہوتے ہیں تو وہ مختلف قسم کے تاثرات کا سامنا کرتے ہیں۔ وہ بعض چیزوں کو اپنے ملک سے بہتر پاتے ہیں اور اس حوالے سے انہیں اپنے ملک میں کمی کا احساس ہوتا ہے اور بعض چیزیں انہیں اپنے ملک میں زیادہ بہتر محسوس ہوتی ہیں۔ اس طرح وہ مسلسل موازنے کی کیفیت سے گزر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ہر چیز پر تنقیدی نظر ڈالتے جاتے ہیں اور اپنے تاثرات و احساسات میں قاری کو بھی شامل کرتے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر قدسیہ قریشی اس حوالے سے لکھتی ہیں:

> "نئے ملک یا شہر کی بیشتر چیزیں سیاح کو متاثر کرتی ہیں لیکن بعض چیزیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو اس میں احساسِ کمتری یا رشک کا جذبہ پیدا کرتی ہیں۔ وہ یہ سوچتا ہے کہ یہ چیز اس کے ملک میں کیوں نہیں ہے یا جس طرح کی زندگی اور سکون و آرام نئے ملک میں ہے وہ اس کے ملک میں کیوں نہیں ہے۔ اسی طرح اگر نئے ملک میں وہ خراب حالات سے دوچار ہوتا ہے تو اس میں احساسِ برتری پیدا ہوتا ہے اور وہ نئے ملک کے لوگوں پر ترس اور رحم کی نگاہ سے نظر ڈالتا ہے۔"(۳)

ابنِ انشا جہاں بھی جاتے ہیں وہاں کی تہذیب و ثقافت پر ضرور گفتگو کرتے ہیں۔ نہ صرف موجودہ تہذیبی جھلکیوں کو نمایاں کرتے ہیں، ساتھ ہی تاریخی حوالے بھی ضرور نمایاں کرتے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ان کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ اس سب کچھ کا موازنہ اپنے ملک سے کرتے ہیں اور اپنی ملکی صورت حال پر طنز کرتے ہیں۔ ایک مقام پر تو انہوں نے انتہا کر دی جب وہ دو ہزار سال پرانی مصری تہذیب کا موازنہ اپنی تہذیب سے کرتے ہیں:

> "قدیم مصر کی کھدائی کرنے والوں نے شاید ہمارا ملک نہیں دیکھا ورنہ انھیں زمین کھودنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ زمین کے اوپر ہی ساری چیزیں اتنی افراط میں مل جاتیں کہ ایک چھوڑ دو دس میوزیم آباد کر لیں۔"(۴)

وطن کے حالات کا موازنہ وہ دونوں انداز میں کرتے ہیں، مثبت بھی اور منفی بھی۔ دیارِ غیر میں جس بھی پاکستانی سے ملاقات ہوئی اُس کے دل میں وطن کی محبت کی انتہا دیکھی۔ جب وہ اس حوالے سے جائزہ لیتے ہیں تو جو عزت اور وقار اپنے وطن میں ہے وہ یورپی ممالک میں نہیں۔ وہاں تو تنہائی کی زندگی مقدر میں ہے۔ اگر آدمی بیمار پڑ جائے تو تیمارداری کے لیے بھی کوئی نظر نہیں آتا۔ بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور مقام و مرتبہ رکھنے والے دیارِ غیر میں گھر کے برتن دھوتے نظر آتے ہیں۔ اِن ممالک میں اگر رشتے بھی ہیں تو ان کی بنیاد اقتصادی ہے۔ آمدنی چاہے جتنی بھی ہو عزت اور آرام وطن میں ہی ہے۔ سکون کی دولت وطن میں ہی نصیب ہوتی ہے۔ لیکن دوسری طرف معاشی آسودگی بھی وقت کی ایک بہت بڑی ضرورت ہے جو اپنے وطن میں نظر نہیں آتی۔ ان کی ملاقات لندن میں ایک پاکستانی ڈاکٹر سے ہوئی۔ اُس کی زبانی لکھتے ہیں:

> "لاہور لاہور ہے۔ یاد آتا ہے۔ اُردو کی کتابیں، رسالے دیکھے ہوئے مدت ہوئی۔ اب تم نے دکھائے تو وطن کی سوندھی خوشبو آئی۔ لیکن ہم نے یہ مانا رہیں دلی میں پر کھائیں گے کیا۔"(۵)

ابنِ انشا کے سفر ناموں میں اگرچہ سیر دوسرے ممالک کی ہوتی ہے لیکن وہ تنقید اپنے وطن کے رویوں پر کر رہے ہوتے ہیں۔ اس پہلو کا حوالہ دیتے ہوئے ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

> "ابنِ انشا نے سفر نامے میں طنزِ لطیف اس طرح شامل کیا ہے کہ بات میں عمق اور اثر آفرینی پیدا ہو جاتی ہے اور ہدفِ طنز چونکہ ان کا اپنا معاشرہ ہے اس لیے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ دل میں ایک سوئی بھی چبھ سی جاتی ہے۔"(۶)

لندن کی سیر کو بیان کرتے ہوئے وہ وہاں کی تہذیب و ثقافت پر خوب چوٹ کرتے ہیں۔ وہاں کی بے لباسی کو دیکھتے ہیں تو چیخ اُٹھتے ہیں کہ لباس برائے نام رہ گیا ہے۔ بے حیائی کو خوب آڑے ہاتھوں لیتے ہیں۔ جنسی جذبات کا اُبال انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتا اور اُس پر وہ طنز کے نشتر چلاتے ہیں۔ خصوصاً وہ وہاں کی ازدواجی زندگی کو بیان کرتے ہوئے تلخ ہو جاتے ہیں کہ اب شادی کا رواج معدوم ہوتا جا رہا ہے اور تعلقات میں جنسی جذبات کی تسکین ہی اہم نظر آتی ہے۔ ابنِ انشا جس ملک میں بھی گئے وہاں کے ہوٹلوں اور خاص طور پر غسل خانوں کا ذکر بڑے دلچسپ مزاحیہ انداز میں کرتے ہیں۔ انہیں خود بھی یہ احساس ہے کہ غسل خانے سفر نامے میں غالب نظر آ رہے ہیں لیکن وہ اسی مقام کو سب سے زیادہ مزاحیہ جگہ قرار دیتے ہیں اور ہنسنے ہنسانے کا سامان اسی سے پیدا کرتے ہیں۔

"ابنِ بطوطہ کے تعاقب میں" دسمبر۔ ۱۹۶۳ء سے جنوری۔ ۱۹۷۴ء کے اسفار کی روداد پر مشتمل سفر نامہ ہے۔ اس سفر نامے میں جرمنی، برطانیہ، جاپان، فلپائین، سری لنکا اور ایران کے ممالک کے سفر کے حالات درج کیے گئے ہیں۔ سفر کی جزیات کو مزاحیہ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی زیرِ سفر علاقوں کی ثقافت اور تاریخ درج کی گئی ہے۔ ابنِ انشا کے دیگر سفر ناموں کی طرح یہاں بھی کارٹونز اور تصاویر شامل کی گئی ہیں۔ اس سفر نامے میں بھی اپنی شگفتہ بیانی کو انھوں نے ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ ہر واقعے میں مزاح کا پہلو نکالنے کا وہ فن جانتے ہیں اور یہی فنی مہارت یہاں بھی نظر آتی ہے۔ ساتھ ہی حسبِ سابق وہ اپنے وطن کو بھی نہیں بھولتے اور جہاں موقع ملتا ہے اہلِ وطن پر چوٹ ضرور کر جاتے ہیں۔ جب انہیں وطن کے حالات بگڑنے کی اطلاع ملی تو لکھتے ہیں:

> "خیر ہماری بات تو چھوڑیے، تشویشناک خبریں سنتے تھے تو ہر بے عمل محبِ وطن کی طرح ملک کے حق میں دعا کر کے اپنے فرض سے سرخرو ہو جاتے تھے۔"(۷)

حتیٰ کہ وہ اپنے ہم وطنوں کو ہدایات تک جاری کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ ان ہدایات کے اندر طنز موجود ہے۔ اس سب کچھ کی وجہ یہ ہے کہ وہ غیر ممالک کی اخلاقی اقدار سے متاثر ہو کر اپنے وطن کی صورت حال پر کڑھتے ہیں اور اس کی اصلاح چاہتے ہیں۔ ان کے ہاں طنز کے اندر یہی اصلاحی پہلو ہر جگہ نظر آتا ہے:

> "ہم اپنے ہم وطنوں کی رہنمائی کے لیے ایک ہدایت نامہ چھوڑے جا رہے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ سچے مسلمان بنیں۔ اگر ہماری موجودگی میں کسی وجہ سے نہیں بن سکتے تھے تو ہمارے بعد بنیں۔ سچ بولیں، پورا تولیں، اپنی زندگی کو اسلام کے سانچے میں ڈھالیں۔ اسلام کو اپنی زندگی کے سانچے میں نہ ڈھالیں۔"(۸)

مغربی ممالک کی تہذیب و ثقافت کو انھوں نے آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ یہی تہذیب و ثقافت اُن کے تمام تر مظاہرِ زندگی میں جھلکتی نظر آتی ہے تو اُس کو ابنِ انشا اپنے الفاظ میں دکھاتے چلے جاتے ہیں لیکن اُن کی مشرقی وضع داری اُن کو کھل کر بیان کرنے سے روکتی ہے۔ اسی لیے خاص طور پر جب وہ فحاشی کے مظاہر دیکھتے ہیں تو ان کو کھلم کھلا بیان بھی نہیں کرتے لیکن اُن پر شدید طنز کر جاتے ہیں کہ وہ تہذیب اپنی مکمل صورت میں ننگی نظر آتی ہے۔ ایک سینما میں جب وہ فلم "بکا شیوڈی کامران" دیکھتے ہیں تو اس پر تبصرہ کچھ اس انداز میں کرتے ہیں:

> "بکا شیوڈی کامران دکھائی جا رہی تھی۔ یہ اہلِ مغرب کی الف لیلیٰ ہے۔ اس میں ہر پانچ منٹ کے بعد نامحرموں میں اس قسم کا اختلاط دکھاتے ہیں کہ ہماری مشرقی اخلاقی قدروں کو بہت بری طرح ٹھیس پہنچتی تھی۔ لیکن اتنا ہے کہ ہمیں جمائیاں نہیں آئیں اور نیند نہ صرف اس وقت بلکہ اس کے بعد رات کو بھی نہیں آئی۔ زیادہ تفصیل اس مبارک مہینے میں بیان کرنا مناسب نہ ہو گا۔ بعض باتیں تو کسی نامبارک مہینے میں بھی بیان کرنے کی نہیں ہیں۔"(۹)

بین الاقوامی سفر کرنے والوں کو زبان کا مسئلہ ہمیشہ درپیش رہتا ہے۔ ہر ملک میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ پھر یہ کہ ہر زبان کے مختلف لہجے ہوتے ہیں جن سب پر عبور حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اسی لیے اکثر سفر ناموں میں اس مشکل کو بیان کیا گیا ہے۔ لیکن ابنِ انشا اس میں سے بھی مزاح کے پہلو نکال لیتے ہیں اور زبان سے لاعلمی سے جو مضحکہ خیزی پیدا ہوتی ہے اُس کو چسکے لے کر بیان

کرتے ہیں۔ وہ انگریزی زبان میں خاصی مہارت رکھتے تھے لیکن یورپی ممالک میں اس زبان کے بھی کئی لہجے موجود ہیں جو بات کی تفہیم میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ جرمنی کے سفر میں اس حوالے سے ایک مزاحیہ صورت حال کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"COMB تو خیر وہ کیا سمجھتا، ہم نے اپنے بالوں میں انگلیوں سے کنگھا کر کے دکھایا۔ اس نے پہلے کریم کی ایک شیشی پیش کی۔ ہم نے رد کر دی تو شیمپو کی ایک ٹیوب دکھائی۔ اس پر ہم نے حامی نہ بھری تو وہ بالوں کی ایک وِگ دکھانے لگا۔ ہم نے بالوں کی پٹیاں ہاتھ سے جما کر دکھائیں۔ ٹیڑھی مانگ نکالی، سیدھی مانگ نکالی لیکن اس کی سمجھ میں نہ آیا۔ جانے وہ اپنے کنگھے اور دوسرے سامان کیسے بیچتا ہو گا۔ اتنے میں مسٹر لین آ گئے اور انھوں نے کوئی لفظ کہا اور دکاندار نے جھٹ بہت سارے کنگھے نکال کر سامنے رکھ دیے۔"(۱۰)

ابنِ انشا کے سفر ناموں کی خصوصیت ہے کہ وہ جہاں بھی جاتے ہیں وہاں کی تہذیب و ثقافت اور رسم و رواج کو بھرپور انداز میں بیان کرتے ہیں۔ اِس سفر نامے میں خاص طور پر جاپانی رسم و رواج پر انہوں نے سیر حاصل روشنی ڈالی ہے۔ وہ جاپان کی شہری زندگی کی پیچیدگیوں کو بیان کرتے ہیں اور خصوصاً دیہاتی زندگی کی مکمل تصویر کشی ان کے ہاں نظر آتی ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ اُن کا لباس اور طور طریقوں پر اگرچہ واضح مغربی اثرات نظر آتے ہیں لیکن وہ اپنے روایتی رسم و رواج کو بالکل نہیں بھولے۔ ان کے ملاقات کے طریقے، ان کے رہن سہن کا انداز، اُن کا آپس میں تحفے تحائف دینا، سب روایتی ہے۔ لیکن یہ سب بیان کرتے ہوئے بھی مصنف کی مزاحیہ حِس خاموش نہیں رہتی اور کوئی نہ کوئی پہلو طنز و مزاح کا نکال لیتے ہیں۔

"تحفے کا لین دین بھی ان کی طبعی عادات و رسوم میں ہے۔ جس کو تحفہ دیا جائے اُس کے لیے لازم ہے کہ اُس سے دو پیسے زیادہ کا تحفہ لائے اور جوابی تحفے کی قیمت کچھ قدر زیادہ ہونی چاہیے۔ اگر دو فریقوں میں پے در پے تحفوں کا تبادلہ ہوتا ہے تو جان لیجئے کہ تھوڑے دنوں میں یا تو دونوں دیوالیہ ہو جائیں گے یا سمجھ دار ہوئے تو کوئی بات نکال کر ترکِ تعلق کر لیں گے۔"(۱۱)

ابنِ انشا کا چین کا سفر نامہ "چلتے ہو تو چین کو چلیے" ۱۹۶۷ میں شائع ہوا۔ اس سفر نامے میں پیر حشام الدین راشدی، پروفیسر وقار عظیم، ابراہیم خان، کوی جسیم الدین، ڈاکٹر انعام الحق، اعجاز بٹالوی، ڈاکٹر وحید قریشی، شرکائے سفر تھے۔ چین کے جن علاقوں کا سفر کیا گیا ان میں پیکنگ، شنگھائی، ووہان، کینٹن اور سوچو شامل تھے۔ یہ بھی خوبصورت مزاحیہ انداز کا معلوماتی سفر نامہ ہے جس میں خاص طور پر چین کی تاریخ کو بیان کیا گیا ہے، ماؤزے تنگ کے لانگ مارچ کی تفصیل درج کی گئی ہے اور ماؤزے تنگ کی سات نظموں کا اُردو ترجمہ بھی اس میں شامل ہے۔ کارٹونز اور تصاویر بھی اس سفر نامے کی زینت ہیں۔ اس سفر نامے میں کیونکہ تاریخی اور دیگر نوعیت کی معلومات کو زیادہ جگہ دی گئی ہے اس لیے طنز و مزاح کا عنصر قدرے کم نظر آتا ہے۔ مصنف جس مقام پر بھی پہنچتے ہیں اُس کے متعلق معلومات کو درج کر دیتے ہیں۔ سفر کے حالات کو بھی زیادہ جگہ دی گئی ہے۔ اس لیے خالص طنز و مزاح کی کمی نظر آتی ہے۔ البتہ تاریخ کے بیان میں بھی ان کی شگفتہ بیانی موجود رہتی ہے اور اسلوبِ بیان میں ایک دلآویزی کو برقرار رکھتے ہیں۔

"ہم کراچی سے صبح چلے اور ہنستے کھیلتے، چائے پیتے، لنچ کھاتے، حفاظتی بند کھولتے باندھتے شام کو پیکنگ میں جا اُترے۔ مارکوپولو کو اس مسافت میں کئی برس لگے اور پھر اس عرصے

میں نہ اُس کو پیچھے والوں کی خبر تھی، نہ پیچھے والوں کو اُس کی۔ بلکہ قبلائی خان نے خطا کی ایک شہزادی کو دلھن بنا کر ایران کے ایک شہزادے کے لیے مارکو پولو کی معیت میں بھیجا تو منزل پر پہنچنے پر پتہ چلا کہ شہزادہ نامدار کو وفات پائے ہوئے مدت ہوئی۔"(۱۲)

مصنف چین میں جہاں بھی گئے وہاں کی مکمل معلومات کو درج کرتے گئے۔ ریلوے اسٹیشن گئے تو اُس کے ہر زاویے کی سیر کرائی۔ مختلف مقامات کی صفائی ستھرائی کو بیان کیا۔ لوگوں کی پابندِ وقت ہونے کی وضاحت کی اور ساتھ ہی اپنی بے ضابطگی کو بھی ضرور سامنے لائے۔ دیوارِ چین گئے تو اُس کے ہر زاویے پر روشنی ڈالی۔ اُس کی تاریخ کو بھی کھنگالا اور ہم سفر دوستوں کا احوال بھی ساتھ ساتھ بیان کرتے رہے۔ گویا کہ یہ سفر نامہ معلومات سے بھرپور ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے عبارت کو گراں بار نہیں ہونے دیا۔ اپنی تحریر کی شگفتگی کو برقرار رکھا ہے اور قاری کو ہلکی ہلکی ہنسی پر بھی مجبور کرتے رہے ہیں۔ دیوارِ چین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آخری دو برجوں کے درمیان چڑھائی اتنی سیدھی ہے کہ ستر پچھتر درجے کا زاویہ بنتا ہو گا۔ اُترنے میں گرنے کا اندیشہ زیادہ تھا۔ جو تا پتھروں پر رپٹ رپٹ جاتا تھا۔ اس لیے ہم نے نعلین در بغلین کیا یعنی اپنے جوتے اُتار کر ہاتھ میں لے لیے۔ جس نے دیکھا تماشا سمجھا اور بچوں نے تو تالیاں بھی بجائیں۔"(۱۳)

اس سفر نامے میں جو چیز نمایاں نظر آتی ہے وہ اہلِ چین کی تعریف اور اس حوالے سے دیگر ممالک اور خاص طور پر اپنے ہم وطنوں پر طنز ہے۔ وہ جس چیز کو بھی دیکھتے ہیں تعریف کیے بنا نہیں رہ سکتے اور ساتھ ہی ایک خواہش سی محسوس ہوتی دکھائی دیتی ہے کہ کاش ایسا ہمارے ہاں بھی ہو۔ وہ کوکا کولا، پیپسی جیسی چیزوں کی بجائے وہاں کے اورنج جُوس کی بات کرتے ہیں۔ خواہ مخواہ کے مشروبات کی بجائے گرم پانی کو سراہتے ہیں۔ اس سفر نامے میں وہ زیرِ سفر علاقوں کی بجائے اپنے رویوں پر زیادہ طنز کرتے نظر آتے ہیں۔ چینیوں کی گرم پانی پینے پلانے کی عادت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"وزیرِ خارجہ چین ژی نے بھی اسی سے تواضع کی اور فیکٹری مزدوروں نے بھی۔ بازار میں یہ چیز ایک پیسے کی ہے، گھر میں تو مفت ہی سمجھئے۔ اسی ایک مد میں دیکھا جائے تو ہم جو شکر اور دودھ کا جو شاندہ پیتے ہیں، اُس کے مقابلے میں چینی لوگ سال بھر میں کروڑوں روپے بچاتے ہوں گے۔"(۱۴)

"دنیا گول ہے" پہلی بار ۱۹۷۲ء میں شائع ہوا۔ اس کا زمانہ سفر ۱۹۶۶ء تا ۱۹۷۰ء ہے۔ اس سفر نامے میں جن ممالک کے سفر کی داستان بیان کی گئی ہے وہ یہ ہیں: فلپائین، انڈونیشیا، سنگاپور، ملائشیا، تھائی لینڈ، ہانگ کانگ، افغانستان، ترکی، ایران، جاپان، کوریا، ہوائی، امریکہ، برطانیہ، فرانس۔ یہ چھوٹے سائز کے ۳۶۷ صفحات پر مشتمل سفر نامہ ہے۔ یہ ہلکا پھلکا اندازِ بیان لیے ہوئے ہے جس میں طنز و مزاح کی چاشنی شامل ہے۔ قیام و طعام اور دیگر سفری معلومات کو سفر نامے میں شامل کیا گیا ہے اور زیرِ سفر علاقوں کے بارے میں سیاسی اور انتظامی معلومات کو صفحات کی زینت بنایا گیا ہے۔ مزاحیہ کارٹونز اور تصاویر بھی سفر نامے کا حصہ ہیں۔

اس سفر نامے میں مصنف نے ہر صورت حال کو مزاح کی عینک لگا کر دیکھا ہے۔ منیلا کے علاقے میں جرائم کی بہتات ہے۔ اس چیز کا ذکر وہ جہاں بھی گئے اُن کو سننے میں ملا اور اُن کے جسم میں ایک سنسنی کی لہر دوڑ گئی لیکن وہ خوف کی صورت میں بھی مسکرانا جانتے ہیں اور کسی بھی حالت کو مزاح میں تبدیل کرنے کا فن انہیں آتا ہے۔ چنانچہ وہ ہر حال میں قاری کو مسکرانے پر مجبور کرتے چلے

جاتے ہیں۔ وہ واقعات سے مزاح پیدا کرتے ہیں اور اس کے لیے الفاظ کا بر محل استعمال انہیں آتا ہے۔ وہ جہاں سے گزرتے جاتے ہیں وہاں کی جزیات بیان کرتے جاتے ہیں اور اُن میں مزاحیہ رنگ بھرتے جاتے ہیں۔ منیلا کے سفر کے دوران میں لکھتے ہیں:

"بنکوں کی عمارتیں چودہ چودہ منزل اونچی چلی گئی ہیں۔ آگے پارک کو پار کر کے پرانے شہر کی طرف چلو تو آثار نظر آتے ہیں۔ اصل جن کی پرتگیزی ہے۔ پھر وہ دریا ہے کہ ظلمات کا دریا کہیے۔ اصل رنگ کچھ اور رہا ہو گا لیکن سارے شہر کے کچرے نے اسے دلدل بنا رکھا ہے۔ اسے پار کیجیے اور اپنی جیب پاکٹ سے ہوشیار۔ ناصحوں نے جس راستے ہمیں جانے سے منع کیا تھا، قدم خود بخود اُدھر ہی کو اُٹھ گئے۔"(۱۵)

ابنِ انشا کے سفر ناموں کا انداز معلوماتی ہے اور وہ جہاں بھی جاتے ہیں وہاں کی انتظامی، سیاسی، معاشرتی، جغرافیائی معلومات کے ساتھ وہاں کی تاریخ پر بھی ضرور روشنی ڈالتے ہیں۔ اس قسم کی معلومات عموماً سفر ناموں کو خشک اور بوجھل بنا دیتی ہیں۔ معلوماتی انداز کے سفر ناموں کی اُردو ادب میں کثرت ہے اور شروع میں سفر نامے کو سمجھا ہی ایک معلوماتی کتاب جاتا تھا جس میں زیرِ سفر علاقوں کی معلومات کو بھر دیا جاتا تھا۔ ابنِ انشا معلومات کو فراوانی کے ساتھ فراہم کرتے ہیں لیکن یہاں پر بھی وہ بوجھل پن پیدا نہیں ہونے دیتے اور اپنے مزاحیہ پن کا تڑکا ضرور لگاتے ہیں۔ ان کا یہی انداز اُن کی معلوماتی تحریر کو بوجھل نہیں ہونے دیتا اور قاری کی دلچسپی برقرار رہتی ہے۔ ایک جگہ تاریخی معلومات درج کرنے سے پہلے اُن کی شگفتہ بیانی دیکھیں:

"اب جو ذکر اُس بطلِ جلیل کا آیا ہے تو کچھ باتیں اس کی سنیے۔ باتیں اس کی یاد رہیں پھر باتیں نہ ایسی سُنیے گا: صدر سوکارنو نے دوسری جنگِ عظیم میں جاپانیوں سے تعاون کیا تھا کیونکہ ولندیزوں سے اور اُن کے واسطے سے اتحادیوں سے سوکارنو اور ان کے حریت پسند ساتھی خوش نہ تھے۔ جاپانیوں سے تعاون تو کیا لیکن ان کے سو فیصد پٹھو یہ کبھی نہ بنے۔ اپنی قوم کو مضبوط اور مسلح کرتے رہے۔"(۱۶)

مشرقی ممالک میں تہذیب و ثقافت، رسم و رواج اور لوگوں کی نفسیات کافی ملتی جلتی ہے۔ ابنِ انشا لوگوں کی نفسیات اور ذہنی کیفیت کو خوبصورتی سے بیان کرتے ہیں۔ وہ بازاروں کی رونق اور کیفیت کو بیان کرتے ہوئے وہاں کے کاروباری طبقے کی ذہنیت کو ضرور واضح کرتے ہیں۔ سنگاپور میں گئے تو خاص طور پر وہاں کے عوامی بازاروں کا ذکر کیا اور پھر یہ کہ کس طرح وہ مول تول کرتے ہیں اور ہزاروں کا ریٹ بتا کر کوڑیوں میں بیچنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ابنِ انشا وہاں کی ناجائز منافع خوری پر طنز کرتے ہیں۔ ساتھ ہی دھوکا دہی اور دو نمبری کو بھی نمایاں کرتے ہیں۔ اُن کے ہاں طنز میں گہرائی ہوتی ہے جو غیر محسوس طور پر مزاحیہ رنگ میں اپنا کام کر جاتی ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"گھڑیاں، کیمرے، پین، کپڑے، جوتے، خریدار و بتاؤ کیا خریدو گے؟ اور ہاں جیب پاکٹ سے بھی ہوشیار۔ یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا۔ دس کی چیز پانچ میں مل تو جاتی ہے لیکن دل کو دُگدھار ہتی ہے کہ شاید چار میں مل جاتی۔ یہاں یہ بھی امکان ہے کہ آپ آٹھ روپے میں پار کر پین لے لیں اور خوش خوش گھر جائیں اور چند روز میں ملمع اُتر جائے،

کیونکہ کون چیز ہے جس کی نقل ہانگ کانگ کے کارخانوں میں نہیں بنتی اور یہاں نہیں بکتی۔"(۱۷)

"نگری نگری پھرا مسافر" جاپان، روس اور برطانیہ کا سفر نامہ ہے۔ لیکن اس سفر نامے میں زیادہ تر جاپان کے سفر کا بیان ملتا ہے اور مصنف نے جاپان کے بارے میں بھرپور معلومات فراہم کی ہیں۔ اس سفر نامے کا انداز بھی معلوماتی ہے۔ اپنے مزاحیہ انداز کو بھی ابنِ انشا نے برقرار رکھا ہے۔ سفر نامہ نگاری کی صنف کا ایک بہت بڑا مقصد سفری معلومات فراہم کرنا ہے جن کے ذریعے سفر کرنے والوں کو رہنمائی ملتی ہے اور دنیا کے مختلف ممالک کا سفر آسانی سے کر سکتے ہیں۔ ٹرانسپورٹ، قیام و طعام، تفریحی مقامات، موسمی حالات، سب کچھ کے بارے میں معلومات سفر ناموں میں موجود ہوتی ہیں جو سیاحوں کو سہولت فراہم کرتی ہیں۔ ابنِ انشا نے بھی اس چیز کا خیال رکھا ہے۔ خاص طور پر وہ ہوٹلوں کی کیفیت کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ جہاں بھی جاتے ہیں سب سے پہلے رہائش کی سہولت پر نظر ڈالتے ہیں اور اس میں بھی جس چیز پر اُن کی نظر ٹکتی ہے وہ وہاں کے غسل خانے ہوتے ہیں۔ شاید اس لیے بھی کہ غسل خانہ سب سے زیادہ مزاحیہ چیز ہوتی ہے یا اس لیے کہ اکثر مقامات پر سب سے خراب حالت اسی کی ہوتی ہے۔ لیکن وہ جو کچھ بھی بیان کرتے ہیں اُسے مزاح کا رنگ ضرور دیتے ہیں جس میں طنز کی شدت موجود ہوتی ہے۔

"کمرے اس ہوٹل کے لحد کے سائز سے کچھ ہی بڑے ہوں گے۔ اس کے پلنگ پر آدمی کروٹ تو بدل سکتا ہے اور کوئی کام نہیں کر سکتا۔ کروٹ بدلنے کی گنجائش بھی اس لیے رکھی ہے کہ ایئر کنڈیشنر بند ہونے کے بعد آدمی یہ بھی نہ کرے تو کیا کرے۔ آٹھ نو منزل کا ہوٹل ہے۔ یہ ٹوکیو کے بڑے ریلوے سٹیشن کے نواح میں ہے۔ اس میں بڑے ہوٹلوں کی سی کوئی خصوصیت نہیں ہے سوائے کرائے کے۔ اس لحد نما کمرے کا یہ مبلغ دو سو روپے روزانہ لیتے ہیں۔"(۱۸)

کسی بھی ملک کی حالت کا ٹھیک اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب اس کا موازنہ اپنے ملک یا دنیا کے کسی اور ملک کے ساتھ کیا جائے۔ ابنِ انشا کے سفر ناموں میں یہ موازنے کی کیفیت اکثر جگہ پر پائی جاتی ہے۔ وہ بار بار اپنے ملک کی حالت سے زیرِ سفر علاقوں کا موازنہ کرتے ہیں۔ بعض اوقات وہ اپنے ملک پر طنز کرتے ہیں اور خامیوں کو گنواتے ہیں اور بعض اوقات دوسرے علاقوں کو طنز کا نشانہ بناتے ہیں۔ ان کا یہ انداز کسی بھی علاقے کی صورت حال کو سمجھنے میں کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ ساتھ ہی موازنے کا یہ انداز چیزوں کے تفاوت کے بیان سے اُن کی حالت کو مزید واضح کر دیتا ہے۔ مثلاً وہ جاپان کے لوگوں میں ٹِپ نہ لینے کے معاملے کو دنیا کے دیگر ممالک سے موازنے کے ساتھ اس طرح سامنے لاتے ہیں۔

"لیکن اچھی بات یہ ہے کہ جاپان میں بخشیش یا ٹِپ کا سلسلہ نہیں ہے۔ ورنہ جرمنی اور انگلستان بالخصوص امریکہ کا ٹیکسی ڈرائیور تو آپ کو گریبان سے پکڑے گا۔ اگر آپ اس کی توقع سے کم ٹِپ دیں گے۔ بلکہ کرایہ چھوڑ دے گا ٹِپ نہیں چھوڑے گا۔ بیرونی سیاحوں نے ٹِپ دے کر جاپانیوں کی عادات خراب کرنے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہوئے۔ سیاحتی کتابچوں تک میں لکھا ہے کہ خدارا کسی کو ٹِپ دے کر ہماری اس بخشیش مبراجنت کو خراب کرنے کی کوشش نہ کیجئے۔"(۱۹)

ابنِ انشا نے نہ صرف اُردو ادب میں مزاحیہ سفر ناموں کا اضافہ کیا بلکہ انھوں آنے والی سفر نامہ نگاری کو بھی متاثر کیا اور ایک خوبصورت مزاحیہ رجحان کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ اس کے بعد جتنے بھی سفر نامے لکھے گئے ان میں طنز و مزاح کا عنصر موجود ہے۔ ان کے بعد اسلوب کی شگفتگی سفر نامہ نگاری کی بنیادی خصوصیت ٹھہری۔

> "ابنِ انشا جو اپنی دل نشیں شاعری اور ادبی مزاحِ لطیف کی وجہ سے مشہور ہیں، جب سفر نامہ نگاری کی طرف متوجہ ہوئے تو انھوں نے سفر ناموں میں بھی مزاحیہ اسلوب کی داغ بیل ڈالی اور اس طرح اُردو میں خاص مزاحیہ سفر نامے، مقدار اور کیفیت دونوں اعتبار سے بڑی اہمیت اختیار کرتے جارہے ہیں اور اس ضمن میں برابر اضافے ہورہے ہیں۔"(۲۰)

ابنِ انشا بلاشبہ اُردو کے عظیم سفر نامہ نگار ہیں۔ انہوں نے سفر نامہ نگاری کو ایک نئے رجحان سے روشناس کرایا۔ سفر نامہ ایک معلوماتی کتابچہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ ابنِ انشا نے اس کی معلوماتی حیثیت کو بھی برقرار رکھا اور ساتھ ہی اس میں ادبی رنگ بھی بھر دیا۔ یہ ادبیت اپنے اندر مسکراہٹیں لیے ہوئے ہے۔ وہ قاری کو سفر نامے سے بھرپور انداز میں محظوظ کرتے ہیں۔ اسے کہیں بھی اکتاہٹ کا احساس نہیں ہوتا اور اس طرح بھرپور معلوماتی ذخیرہ وہ قاری کے ذہن میں اتار دیتے ہیں۔ وہ جہاں جاتے ہیں وہاں کی خامیوں کو اجاگر کرتے جاتے ہیں لیکن مزاح کی چادر میں لپیٹ کے۔ ان کے ہاں طنز میں مقصدیت موجود ہے۔ وہ دیگر ممالک کی تصویر سامنے رکھ کر اپنے دیس کی خامیوں کو بھی نمایاں کرتے ہیں۔ ان کے سفر ناموں کی نمایاں خوبی اُن کا شگفتہ اسلوب ہے اور یہی چیز ان کی سفر نامہ نگاری کو ممتاز کرتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ابنِ انشا، آوارہ گرد کی ڈائری، دہلی، کتاب والا پبلشرز، ۲۰۰۸، ص:۱۳

۲۔ ایضاً، ص:۱۳۔۱۴

۳۔ قدسیہ قریشی، ڈاکٹر، اُردو سفر نامے انیسویں صدی میں، دہلی، مکتبہ جامعہ، ۱۹۸۷ء، ص:۴۹

۴۔ ابنِ انشا، آوارہ گرد کی ڈائری، ایضاً، ص:۵۹

۵۔ ایضاً، ص:۷۶

۶۔ انور سدید، ڈاکٹر، اُردو ادب میں سفر نامہ، لاہور، مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، س ن، ص:۶۵۵

۷۔ ابنِ انشا، ابنِ بطوطہ کے تعاقب میں، کراچی، مکتبہ دانیال، ۱۹۷۶، ص:۱۴

۸۔ ایضاً، ص:۱۵

۹۔ ایضاً، ص:۲۳

۱۰۔ ایضاً، ص:۲۶

۱۱۔ ایضاً، ص:۷۹

۱۲۔ ابنِ انشا، چلتے ہو تو چین کو چلیے، لاہور، لاہور اکیڈمی، ۱۹۸۱ء، ص:۲۱

۱۳۔ ایضاً، ص:۴۰

۱۴۔ ایضاً، ص:۴۶

۱۵۔ ابنِ انشا، دنیا گول ہے، لاہور، لاہور اکیڈمی، ۱۹۸۲، ص:۳۵

۱۶۔ ایضاً، ص:۷۳

۱۷۔ ایضاً، ص:۱۱۷

۱۸۔ ابنِ انشا، نگری نگری پھرا مسافر، دہلی، ساقی بک ڈپو، ۱۹۹۱ء، ص:۱۱

۱۹۔ ایضاً، ص:۱۴

۲۰۔ نامی انصاری، آزادی کے بعد اُردو نثر میں طنز و مزاح، دہلی، معیار پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء، ص:۱۹۵

References in Roman Script:

1. Ibn-e-Insha,Awara Gard Ki Diary , Delhi, Kitabwala Publishers, 2008, p.13
2. Ibid, p:13-14
3. Qudsia Qureshi, Dr.,Urdu Aafarnamay Unisvi Sadi Mien , Delhi, Jamia School, 1987, p:49
4. Ibn-e-Insha, Awara Gard Ki Diary, p:59
5. Ibid, p:76
6. Anwar Sadeed, Dr., Urdu AdabMien Safarnama, Lahore, West Pakistan Urdu Academy, S.N., p: 655
7. Ibn-e-Insha,Ibn-e-Batuta Kay Taqub Mien, Karachi, Maktaba Daniyal, 1976, p. 14
8. Ibid, p:15
9. Ibid, p:23
10. Ibid, p:26
11. Ibid, p:79
12. Ibn-e-Insha,Chaltay ho to Chin Ko Chalye, Lahore, Lahore Academy, 1981, p. 21
13. Ibid, p:40
14. Ibid, p:46
15. Ibn-e-Insha, Dunia gol Hai, Lahore, Lahore Academy, 1982, p. 35
16. Ibid, p:73
17. Ibid, p:117
18. Ibn-e-Insha, Nagri Nagri Phira Musafir, Delhi, Saqi Book Depot, 1991, p. 11
19. Ibid, p:14
20. Nami Ansari, Azadi Kay Bad Urdu Adab Mien Tnz-o-Mizah, Delhi, Mayyar Publications, 1997, pp. 195